© rasailojaraid.com

قاضی محمد رویس خان ایوبی

کیا غیر مسلم عدالتیں مسلمان خاوند بیوی کا نکاح فسخ کر سکتی ہیں؟

امریکہ، یورپ، اور دیگر غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کو درپیش ایک اہم مسئلہ کے بارے میں استفتاء پر آزاد کشمیر ضلع میرپور کے مفتی مولانا قاضی محمد رویس خان ایوبی کا تحقیقی فتویٰ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

استفتاء دائر شدہ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۹۰ء
سائلہ سراج بی بی ساکنہ ہیلی فیکس انگلینڈ
HALI FAX (U.K)

موضوع استفتاء
تنسیخ نکاح از عدالتہائے انگلستان
MATTER —— ۸۸-D-۲۵۸

۱۹ جنوری ۱۹۹۰ء

مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۹۰ء کو چوہدری عبد العزیز ایڈووکیٹ میرپور نے اپنی حقیقی ہمشیرہ مسماۃ سراج بی بی کی طرف سے میرے روبرو درخواست دائر کی اور شرعی فتوے طلب کیا درخواست کا ملخص حسب ذیل ہے۔

۱ـــــ مسماۃ سراج بی بی دختر صاحب داد کا نکاح مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۶ کو مسمی محمد جہانگیر کے ساتھ ہوا مسمی محمد جہانگیر نے مذکورہ کے ساتھ شادی سے قبل اپنے آپ کو کنوارہ ظاہر کیا جب کہ وہ اس سے قبل ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء کو ایک اور خاتون مسماۃ انجم پروین مرزا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو چکا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ب ـــــ مذکورہ مسماۃ سراج بی بی کو نہ تو نان ونفقہ ادا کیا اور نہ ہی حقوقِ زوجیت ادا کیے بلکہ اسکو معلقہ بنا دیا۔

ج ـــــ انگلستان کی معاشی اور معاشرتی مجبوریوں سے تنگ آکر سراج بی بی نے ہیلی فیکس (HALIFAX) کی مقامی عدالت (COUNTY COURT) میں اپنے شوہر کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا اور عدالت نے مدعا علیہ کو دوہری شادی کے جرم میں چار ماہ قید موقوف کی سزا دی۔ اور سائلہ کا نکاح فسخ کر دیا

اور اب سائلہ شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے اس ڈگری کی بنیاد پر اجازت نکاح حاصل کرنا چاہتی ہے۔ درخواست کے حسبِ ذیل نکات لغرضِ حکم شرعی جواب طلب ہیں۔

۱ ـــــ کیا غیر مسلم عدالت کا صادر شدہ فیصلہ بسلسلہ تنسیخ نکاح قابلِ اعتبار ہے؟

۲ ـــــ اگر غیر مسلم عدالتوں کے فیصلے ناقابلِ عمل ہیں تو پھر ان مسائل کا حل کیا ہے؟

۳ ـــــ نان ونفقہ کی عدم ادائیگی سبب فسخ بن سکتی ہے یا نہیں نیز حقوقِ زوجیت کی عدم ادائیگی پر کیا نتائج مرتب ہوتے ہیں؟

۴ ـــــ خاوند کا اپنے آپ کو کنوارہ ظاہر کرنا "تدلیس" کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟

قبل اس کے کہ مندرجہ بالا نکات کا جواب فقہ اسلامی کی روشنی میں دیا جائے تمہیدی طور پر چند باتیں پیشِ نظر رکھنا ضروری ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام ایک عالم گیر اور آفاقی مذہب ہے۔ اور اس کی عالم گیر سچائیاں ہی اسکی حقانیت کی دلیل ہیں۔ یہی وہ واحد سماوی دین ہے، جس نے انسان کے سماجی، معاشرتی، سیاسی، اقتصادی مسائل کا حل پیش کیا ہے یہی وہ دین ہے جو ہر زمان ومکان کے لیے موزوں ومناسب ہے۔ ہر بدلتے ہوئے زمانے اور احوال کا ساتھ دے سکتا ہے۔ فقہاء اسلام نے انہی آفاقی اصولوں کو بنیاد بنا کر ایک عظیم الشان قانونی ذخیرہ فراہم کیا، انہوں نے اپنے دور کے مطابق اجتہاد کر کے نہ صرف اس دور کے مسائل کا حل پیش کیا بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی قوانین وضع کیے۔ انہوں نے ایسے ضوابط متعین فرمائے جن کی روشنی میں آج کے دور میں بھی قانون سازی کی جا سکتی ہے۔

۱ ـــــ قضیہ زیرِ بحث ایسے ہی قضایا میں سے ہے جو دورِ جدید کی تیز رفتار مشینی زندگی مادی ترقی کے لیے اندھا دھند مقابلہ اور اپنے اسلامی ممالک میں تلاشِ معاش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی بجائے غیر مسلم ممالک میں تلاش رزق سے پیدا ہوئے، اسلام کے عظیم ضوابط ہمیں بتاتے ہیں کہ اس کی امتیازی حیثیت کو کسی تمدن اور کسی تہذیب میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی اسلامی قوانین کے تشخص کو ختم کیا جا سکتا ہے کیونکہ اسطرح گویا خدا کی حاکمیت کے انکار کا دروازہ کھولنے کی راہ ہموار کی جائے گی جب کہ ہمارا ایمان ہے کہ ان الحکم الا للہ۔

حاکمیت RIGHT TO RULE، حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ اور خداوند قدوس کی حاکمیت میں موجودہ دور کی موہومہ LIBERALISM کی کوئی گنجائش نہیں

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ ذلکم اللہ ربکم لہ الملک (فاطر ۱۳) اللہ ہی تمہارا رب ہے اور بادشاہت صرف اسی کی ہے۔ لم یکن لہ شریک فی الملک (بنی اسرائیل ۱۱۱) اقتدار میں اُس کا کوئی شریک (PARTNER) نہیں۔ فالحکم للہ العلی الکبیر (المومن ۱۲) لہٰذا حکم اللہ بزرگ و برتر ہی کے لیے ہے۔ ولا یشرک فی حکمہ احداً (الکہف : ۲۶) اور وہ اپنے حکم میں کسی کو حصہ دار نہیں بناتا۔ یقولون ھل لنا من الامر من شئ. قل ان الامر کلہ للہ (آل عمران ۱۵۴) وہ کہتے ہیں کہ کیا "امر" میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے، کہہ دیجئے کہ امر سارا اللہ کے لیے مخصوص ہے۔

اس اُصول کی بنیاد پر قانون سازی کا حق بندوں سے سلب کر لیا گیا ہے کیونکہ بندہ محکوم ہے اور خدا حاکم ہے بندے کا کام صرف قانون الٰہی کی پیروی کرنا ہے جو اس نے بنایا ہے۔ البتہ بندوں کو خدا کے قانون کی حدود میں رہتے ہوئے استنباط و اجتہاد سے فقہی تفصیلات مرتب کرنے کا اختیار بطور خلیفہ اور نائب دیا گیا ہے۔ اور وہ بھی ایسے افراد کو جو اہلِ ایمان ہوں۔ اور جنہیں اسلام کے بنیادی ضوابط کا علم ہو۔ قانون الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور قانون کی پیروی باغیوں اور سرکشوں کا کام ہے کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ کسی چیز کو از خود حرام قرار دے اور از خود حلال قرار دے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام (النحل ۱۱۶)

اور تم اپنی زبانوں سے جن چیزوں کا ذکر کرتے ہو ان کے متعلق جھوٹ گھڑ کر یہ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال (LAWFULL) ہے اور یہ حرام (UNLAWFULL) ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما أنزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ۔
(النساء ـ ۶۰) اے نبیؐ کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعوی تو کرتے ہیں اس ہدایت پر ایمان لانے کا جو تم پر اور تم سے پہلے نازل کی گئی اور پھر چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ "طاغوت" سے کروائیں حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ طاغوت (کفر) سے بغاوت کریں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر (النساء : ۵۹) "اپنے تنازعات کا فیصلہ اللہ اور رسول سے کرواؤ اگر تمہیں قیامت اور خدا پر یقین ہے"۔ اس تمہیدی بحث کا مقصد دراصل یہ ہے کہ اسلام کفر کی بنیاد پر قائم کردہ عدالتوں کی قانونی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتا اور اسکی پوری کوشش اور سعی یہ ہے کہ صرف اور صرف خدائی قانون کے مطابق اہل ایمان پر مشتمل عدالتوں کا قیام عمل میں لایا جائے چنانچہ فقہاء کرام نے قاضی مسلمین (جج) کے لیے جو شرائط متعین کی ہیں۔ ان میں بھی مسلمانوں کے تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لیے مسلمان ججوں کا تقرر لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی سیاست کی مشہور کتاب الاحکام السلطانیۃ کے ص ۶۵ مطبوعہ بیروت ۱۹۷۸ء علی بن محمد بن حبیب[۵۰] الماوردیؒ فرماتے ہیں اسلام میں ججوں کی تقرری کے لیے سات شرطیں ہیں۔

۱ ــــ الاول ان یکون رجلاً عاقلاً بالغاً ویجوز قضاء امرأۃ عند ابی حنیفۃ فی غیر الحدود والقصاص۔ مرد ہونا، عقلمند اور بالغ ہونا، اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت حدود وقصاص کے سوا باقی مقدمات میں جج بن سکتی ہے۔

۳ ــــ ان یکون حراً، آزاد ہو غلام نہ ہو۔ (اور اب غلامی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے)

۴ ــــ ان یکون مسلماً: ولا یجوز ان یقلد الکافر علی قضاء المسلمین مسلمان ہونا۔ کیوں کہ کافر مسلمانوں کا قاضی نہیں بن سکتا۔

۵ ــــ ان یکون عدلاً: متوقیاً عن المآثم، عفیفاً عن المحارم، بعیداً عن الریب ... شریف ہو گناہوں سے اجتناب، محارم سے دور، مشکوک کردار نہ ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶ــــــ ان یکون سلیم البصر والحواس ۔ اندھا اور بہرا نہ ہو۔

۷ــــــ ان یکون عالمًا باحکام الشریعۃ : شرعی احکام کا علم رکھتا ہو۔

تفاسیر اور احادیث نبویہ فقہ اسلامی کے تمام مکاتب فکر میں مجھے کہیں بھی اس امر کا اشارہ تک نہیں ملا کہ کافر مسلمانوں کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ تمام مذاہب اسلامیہ جج کے مسلمان ہونے کی شرط پر متفق ہیں۔ انہوں نے تغیّر زمانہ کے ساتھ اجتہاد، فسق، علم، خاتون کے جج بننے کے بارے میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ اور بدلتے ہوئے حالات کے تحت اجتہاد اور علم اور تقوی کی شرائط کو نرم کر دیا ہے۔ مگر مسلمان ہونے کی شرط پر کوئی نرمی نہیں اختیار کی گئی گویا اس شرط پر پوری اُمت مسلمہ کا اجماع ہے کہ جج کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہے صرف امام ابو حنیفہؒ نے کفار کے لیے اُن کے اپنے معاملات میں کافر جج کی تقرری کو جائز قرار دیا ہے مسلمانوں کے معاملات میں کافر جج کی تقرری یا فیصلے کو کسی نے تسلیم نہیں کیا۔

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمایئے

۱ــــــ الاحکام السلطانیۃ للماوردی ۶۵	۲ــــــ الاحکام السلطانیۃ لابی یعلی ۶۰
۳ــــــ ادب القضاء لابن ابی الدم الحموی ۷۰	۴ــــــ تبیین الحقائق ۴/ ۱۷۵
۵ ــــــ شرح فتح القدیر ۷/ ۲۵۳	۶ــــــ بدائع الصنائع ۷ / ۳
۷ــــــ البنایۃ ۷ / ۶	۸ــــــ البزازیۃ علی الہندیۃ ۵/ ۱۳۳
۹ــــــ قاضی خان ۲/ ۳۶۲	۱۰ــــــ الخرشی علی مختصر خلیل ۴/ ۱۳۸
۱۱ــــــ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۴/ ۱۲۹	۱۲ــــــ مواہب الجلیل ۶/ ۸۶
۱۳ــــــ تبصرۃ الحکام ۱ / ۱۸	۱۴ــــــ مغنی المحتاج ۴/ ۳۷۵
۱۵ــــــ زاد المحتاج ۴ / ۵۱۲	۱۶ــــــ المغنی لابن قدامہ ۱۱/ ۳۸۰
۱۷ــــــ ردّ المحتار علی الدر المختار ۵/ ۸۹	

لہٰذا نکتہ اوّلی کے سلسلہ میں شرعی فتوی یہ ہے کہ انگریزی یا کسی بھی کافر عدالت کی ڈگری شرعًا معتبر نہیں خواہ وہ انگلستان سے جاری شدہ ہو یا امریکہ سے یا روس سے۔

نکتہ دوم جیسا کہ تمہیدی بحث میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ اسلام نے تمام مسائل کا حل اُن قواعد اور ضوابط کی روشنی میں پیش کیا ہے جو خداوند کریم نے قرآن کریم میں متعین فرما دیئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسلمان جہاں کہیں بھی ہے وہ خلیفۃ اللہ فی الارض ۔ اگرچہ وقتی طور پر اُس کے پاس قوت واقتدار نہ ہو تاہم وہ ایسی حالت میں جب کہ قوت واقتدار اُس کے قبضہ میں نہ ہو، تو حالت اضطرار کے قاعدہ سے استفادہ کرتے ہوئے وہ دیارِ کفر کے ان قوانین پر عمل کر سکتا ہے جن میں اُسے دخل اندازی کا بالواسطہ یا بلا واسطہ قطعاً اختیار حاصل نہیں ایسی صورت میں وہی حکم ہوگا جو حالتِ اضطرار میں خنزیر کھانے کا ہے ۔ یا حالت بیماری میں روزہ افطار کرنے کا ہے یعنی نظریہ ضرورت کے تحت اُن قوانین کو صرف وقتی طور پر تسلیم کرنا ہوگا جب کہ مسلمان کمیونٹی (COMMUNITY) اپنی عدالتیں قائم کرنے پر قادر نہ ہو کیوں کہ ارشاد ربانی ہے لا یکلّفُ اللہ نفساً اِلّا وسعہا (البقرہ ۲۸۶) اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی قُوت سے بڑھ کر مشقت میں مبتلا نہیں فرماتے ۔

موضوع زیر بحث میں اگرچہ برطانوی قانون کے مُطابق انگلستان میں عدالتیں قائم ہیں اور وہی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے فیصلے بلا تفریق مذہب کرتی ہیں مگر چونکہ ایسے معاملات میں فقہاء اسلام نے دوسری راہیں متعین کر دی ہیں جن سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اس لیے نکاح وطلاق کے معاملات میں ان عدالتوں کی شرعی حیثیت کو نظریہ ضرورت کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۔

فقہا مالکیہ اور حنفیہ نے ایسے حالات میں جب کہ اسلامی ریاست ناپید ہو مسلمان جج موجود نہ ہوں اور نہ ہی فوری طور پر اس کا امکان نہ ہو مسلمان افراد کی جماعت اسلامی ملک کے مفتی، جج اور قاضی صاحبان کو اختیار دیا ہے کہ وہ مظلوم عورتوں کو ظالم خاوندوں سے نجات دلانے کے لیے وہی اختیارات استعمال کریں جو کسی بھی شرعی طور پر مقرر کردہ قاضی کو حاصل ہوتے ہیں ۔ لہذا یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ایسے تمام معاملات جن میں حلال وحرام یا نسب کا مسئلہ درپیش ہو وہ مقامی اسلامک سنٹرز میں مقدمہ دائر کریں، چونکہ ان اسلامک سنٹرز کو پولیس یا دوسرے کسی ادارہ سرکار کی قانونی مدد حاصل نہیں ہوتی اس لیے ممکن ہے کہ مدعا علیہ ان کے نوٹسز یا سمن کی تعمیل نہ کرے ۔ ایسی صورت میں تین سمن جاری کرنے اور اخبار میں اطلاعی اشتہار شائع کرنے کے بعد مسلمان جماعت کے وہ افراد جو ایسے سنٹرز کے ممبر ہوں خود ہی فسخ کر سکتے ہیں اور اُن کا یہ تنسیخ شرعی طور پر قابل عمل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو گی ، یہ طریقۂ کار نہ صرف تنسیخ بسبب عدم ادائیگی نان و نفقہ وحقوق زوجیت کے لیے شرعی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ظہار ، لعان ، یمین ، اور منگنی و نکاح کے فروق کے سلسلہ میں بھی موثر اور قابل استناد ہے کیونکہ مغربی ممالک یا دیگر دیارِ کفر میں کسی شخص کا اپنی بیوی کو ماں بہن کہنا ، یا اُس پر تہمت زنا لگا دینا یا منگنی کر کے توڑ دینا ، کوئی جرم نہیں اور اگر تہمت زنا پر معمولی سی سرزنش ہے بھی تو وہ تعزیر کا درجہ رکھتی ہے اور وہ بھی کافر عدالت کے ہاتھوں جو نا قابلِ قبول ہے ۔

جب کہ اسلام میں ظہار کا حکم مختلف ہے ۔ لعان کا مختلف ہے اور ان الفاظ کا غیر مسلم عدالتوں کی ڈکشنری میں کوئی وجود نہیں اسی طرح اگر ایک شخص قسم اٹھاتا ہے کہ اگر میری بیوی کلب میں گئی تو مجھ پر تین طلاق ہے ۔ بیوی اگر کلب میں چلی جائے تو شرعاً طلاق واقع ہو جائے گی اور اس کے بعد وہ خاوند سے تعلقات زوجیت قائم نہیں کر سکتی ، اگر ایسا کرے گی تو وہ زنا ہو گا جب کہ غیر مسلم عدالتوں کے ہاں ایسی قسموں کا کوئی تصور ہے نہ ان پر نتائج مرتب ہوتے ہیں اور اس طرح مسلمان عوام دیارِ غیر میں اس طرح کے اعمال کی بدولت جہالت کے اندھیروں میں بھٹک کر پوری زندگی حرام کاری میں گزارتے ہیں ۔ ایسے ہی حالات میں ـــ "تغیر الاحکام بتغیر الزمان" ، کا ضابطہ نافذ کیا گیا ہے کہ جہاں اسلامی حکومت نہ ہو وہاں زمانے اور حالات کی تبدیلی کے سبب مسلمانوں کی کمیٹی کو قضاء کے اختیارات حاصل ہوں گے ۔ دیکھیے "حیلۃ ناجزہ از مولانا اشرف علی تھانوی ص۴۲" ، نیز اس ضمن میں قواعد کے لیے ملاحظہ فرمایئے (الاشباہ والنظائر ص۷۵) شرح القواعد الفقہیۃ ص۱۸۳ ق نمبر ۲۹)

نکتہ سوم نان و نفقہ کی عدم ادائیگی اسباب فسخ میں سے ایک ہے اگر شوہر زوجہ کی ضرورت کے مطابق اور اس کی سماجی حیثیت کے مطابق عمداً نان و نفقہ ادا نہ کرے اُسے رہائش مہیا نہ کرے ، اور اُس کے حقوقِ زوجیت ادا نہ کرے تو عورت کو حق فسخ حاصل ہے ۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے "وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف لاتکلف نفس الا وسعھا (البقرہ ۲۳۳)" اور خاوندوں پر عورتوں کی خوراک اور لباس رواج کے مطابق واجب ہے ۔ اللہ تعالےٰ کسی نفس کو اُسکی طاقت سے زیادہ

© rasailojaraid.com

تکلیف نہیں دیتے

© rasailojaraid.com

معروف کا معنی یہ ہے کہ اس خاتون کے خاندان اور اُس جیسے ہم پیشہ و ہم مرتبہ لوگوں کے ہاں جس طرح کا کھانا اور لباس مہیّا کیا جاتا ہو ایسا ہی اس پر بھی واجب ہو گا حضورؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا ولھن علیکم رزقھن (مسلم) اور عورتوں کے کھانے پینے کا بندوبست تمہارے ذمے ہے۔

اگر خاوند نان و نفقہ دینے سے انکار کر دے تو قاضی کو فسخ کرنے کا اختیار ہے دیکھئے عالم گیری ۱/۵۵۱، فقہ السنۃ للسید سابق ۲/۱۸۴ لہذا اگر مسمّی محمد جہانگیر نے عمداً نان و نفقہ سے اجتناب برتا اور ادائیگی سے انکار کر دیا ہے۔ تو مسمات سراج بی بی کا حق تنسیخ درست ہے درخواست میں یہ اظہار بھی کیا گیا ہے کہ مسمّی محمد جہانگیر نے حقوقِ زوجیت ادا نہیں کیے اور شادی کے کچھ عرصہ بعد مسمات سراج بی بی غیر آباد ہو کر میکے آ گئی۔

ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں وفرض علی الرجل ان یجامع امراتہ التی ھی زوجتہ وادنی ذلک مرۃ فی کل طھر ان قدر علی ذلک والا فھو عاص للہ تعالیٰ برھان ذلک قولہ تعالیٰ "فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ" (البقرہ ۲۲۲)

اور خاوند پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کی جنسی خواہش کی تکمیل کرے اور اس کے لیے کم از کم ایک ماہ میں ایک دفعہ جنسی فرض کی ادائیگی ضروری ہے بشرطیکہ کوئی طبی عذر نہ ہو ورنہ گناہ گار ہو گا۔ انہوں نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا" اور جب عورتیں پاک ہو جائیں تو اُن سے جنسی استفادہ کرو جیسے اللہ نے حکم دیا"

امام احمد بن حنبلؒ نے خاوند کو صرف چھ ماہ تک دُور رہنے کی اجازت دی ہے۔ اگر خاوند چھ ماہ تک بیوی سے دُور رہے۔ اور اُسکے حقوق ادا نہ کرے تو بیوی کو حق ہے کہ وہ تنسیخ کرا دے۔ اس ضمن میں انہوں نے حضرت عمرؓ کے اُس مشہور واقعہ سے استدلال کیا ہے جب کہ آپ رات کو گشت کر رہے تھے اور ایک مکان سے کسی خاتون کے ایسے گانے کی آواز آ رہی تھی جو سراسر جنسی تذکرے پر مشتمل تھی۔ آپ نے سی، آئی، ڈی سے رپورٹ منگوائی تو پتہ چلا کہ اس کا خاوند فوج میں ہے۔ تب حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ سے پوچھا کہ ایک نوجوان عورت کتنی دیر تک خاوند کے بغیر رہ سکتی ہے تو حضرت حفصہؓ نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب دیا زیادہ سے زیادہ پانچ یا چھ ماہ۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے آرمی کو گشتی مراسلہ بھیجا کہ کوئی فوجی چھ ماہ سے زیادہ یونٹ میں نہیں رہ سکتا۔ چھ ماہ کے بعد اسے جبری رخصت پر بھیجا جائے۔ (دیکھئے فقہ السنۃ ۲/۸۹)

امام غزالی کا موقف: امام غزالی کا موقف یہ ہے کہ ہر چار دن بعد خاوند کو وظیفہ زوجیت ادا کرنا چاہیئے تاکہ خاتون کے قلب میں وسوسۂ گناہ بھی نہ آسکے۔

معن غفاری سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یوں گویا ہوئی "میرا خاوند بہت متقی اور پرہیزگار ہے دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو نمازیں پڑھتا ہے لیکن مجھے اُس کا یہ طرزِ عمل پسند نہیں عورت نے بات بار بار دہرائی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہارا خاوند تو بہت نیک آدمی ہے۔ تم اُسے کیوں پسند نہیں کرتی ہو؟ کعب بن سوار (تابعی) مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اُنہوں نے امیرالمومنینؓ سے عرض کیا حضرت آپ عورت کی شکایت نہیں سمجھ سکے۔ وہ خاوند کے خلاف شکوہ کرنے آئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم سمجھ گئے ہو؟ عرض کیا ہاں! اس عورت کا مطلب یہ ہے کہ خاوند اُس کے حقوق پورے نہیں کرتا۔ اور ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا اب تم ہی فیصلہ کرو۔ کعبؓ نے خاوند کو بلوایا اور اس سے کہا کہ تمہاری بیوی تمہاری شکایت کرتی ہے۔ خاوند نے جواب دیا کیا نان ونفقہ کی شکایت ہے؟ کعبؓ نے کہا نہیں اتنی دیر میں خاتون خود بول اُٹھی اور یہ شعر پڑھا۔

یا ایہا القاضی الحکیم رشدہ	الہی خلیلی عن فراشی مسجدہ
زھدہ فی مضجعی تعبدہ	فاقض القضاء کعب ولا تردہ
نہارہ ولیلہ ما یرقدہ	فلست فی امر النساء احمدہ

ترجمہ:۔ جج صاحب آپ انتہائی ذہین ہیں سُنیئے میرے خاوند کی سجدہ ریزیوں نے اُسے میرے حقوق سے غافل کر دیا ہے۔ اُس کی عبادت گزاری اُسے میرے بستر سے دُور کر رہی ہے۔ آپ حق و انصاف پر فیصلہ کیجئے۔ وہ نہ رات کو سوتا ہے نہ دن کو۔ وہ عورتوں کے حقوق کے معاملہ میں قابلِ مذمت ہے۔

© rasailojaraid.com

خاوند نے جواب دیا

© rasailojaraid.com

زہدنی فی النساء وَلی الجل — انی امرؤ اذھلنی ما نزل !
فی سُورۃ النحل وفی السبع الطول — وفی کتاب اللہ تخویف جلل !

ترجمہ :۔ قیامت کے خوف نے اور قرآنی آیات جو سورۂ نحل اور سبع طوال میں انہوں نے ڈرایا ہے تب میں عورتوں سے دُور رہتا ہوں۔

قاضی (کعب) نے کہا " ان لہا علیک حقاً یا رجل نصیبہا فی اربع لمن عقل فاعطہا ذالک ودع عنک العلل "

ترجمہ :۔ " اس خاتون کا ہر چوتھے روز حق ہے۔ اے عقل مند اس کا حق ادا کرو اور حجت بازی مت کرو۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے چار بیویوں کی اجازت دی ہے تمہارے پاس ایک ہے۔ تین دن تمہیں معاف ہیں ان میں عبادت کرو اور چوتھا دن بیوی کیلئے وقف کردو "

حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہارا سوال کو سمجھ جانا بھی باعث حیرت ہے اور فیصلہ بھی، جاؤ میں نے تمہیں بصرہ کا جج مقرر کر دیا۔ ملاحظہ فرمایئے۔ (الاصابۃ ۳/۳۱۴، اسد الغابۃ ۴/۴۸۰ مشاہیر علماء الامصار ۷۷، التاریخ الکبیر قسم اوّل جلد چہارم جُز ۷/۲۲۳)

ان واقعات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اُس زمانے کی خاتون جو خیر القرون کہلاتا ہے اور وہ ملک جس کا سربراہ عمرؓ بن الخطابؓ جیسا جلیل القدر صحابیؓ ہو جس کے دبدبے پر قیصر و کسریٰ کانپتے تھے۔ خواتین کس طرح اپنے حقوق کے لیے بے باکی سے دربارِ خلافت کا رُخ کرتی تھیں جب کہ اس وقت موجودہ دَور کے فتنوں کا تصوّر تک نہ تھا، نہ ٹی وی نہ ریڈیو نہ اخبارات و رسائل، نہ ویڈیو، چہ جائیکہ انگلستان جیسے معاشرے میں جہاں تمام تر بُرائیاں اپنی تمام تر بدفطرت قوتوں کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔

ایسے معاشرے میں حقوق زوجیت سے فرار اور بیوی کو " معلق " کر کے رکھ دینا انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اس لیے اگر خاوند چھ ماہ تک حقوق زوجیت ادا نہ کرے اور اس کا یہ عمل بیوی کی رضامندی سے نہ ہو تو خاتون کو تحفظ عصمت کی خاطر حقِ تنسیخ حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسماۃ سراج بی بی کے حق میں کاؤنٹی کورٹ کے فیصلے کو صرف ایک شہادتی دستاویز یا (CIRCUMSTANTIAL EVIDENCE) واقعاتی شہادت کے طور پر قبول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتے ہوئے تنسیخ کے حق میں فتویٰ دیا جاتا ہے۔

۲ درخواست میں اظہار کیا گیا ہے کہ محمد جہانگیر نے مسماۃ سراج بی بی سے شادی رچاتے وقت اپنے آپ کو کنوارہ ظاہر کیا۔ اور اس طرح وہ "تدلیس" کا مرتکب ہوا۔

اسلام نے جہاں چار شادیوں کی اجازت دی ہے وہیں 'عدل' کو بھی شرط قرار دیا ہے اگر عدل کی توفیق نہ ہو تو پھر صرف ایک زوجہ کی اجازت ہے۔

امام ابن تیمیہ، ابن القیم فرماتے ہیں کہ اگر بیوی شادی سے پہلے یہ شرط مقرر کر دے کہ خاوند اس پر سوکن نہیں لائے گا اور پھر خاوند اس شرط کی خلاف ورزی کرے تو عورت کو فسخ کا حق حاصل ہے۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ — بنی ہشام بن مغیرہ نے حضورؐ سے حضرت علی کے بارے میں عرض کیا کہ ہم اپنی بیٹی علیؓ کی زوجیت میں دینا چاہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا لا آذن، لا آذن، ثم لا آذن میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ فاطمۃ بضعۃ منی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے......

ابن قیم نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر پہلی بیوی کے ساتھ ناانصافی کا ڈر ہو تو دوسری شادی نہیں کی جا سکتی اور عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ خاوند کی دوسری شادی پر قدغن لگانے کے لیے اقدام کرے۔ فقہ السنۃ ۲/۱۶۳

اگر حضرت علی جیسی عظیم ہستی سے یہ خدشہ ہو سکتا ہے کہ وہ فاطمہؓ کے ساتھ انصاف نہ کر سکیں۔ اور حضورؐ ان کو دوسری شادی سے روک دیں تو آج کون مائی کا لعل ہے جو عدل کے تقاضے پورے کرے۔

اگر محمد جہانگیر سراج بی بی کو شادی سے قبل بتا دیتا کہ وہ انجم پروین مرزا کا شوہر ہے تو کیا سراج بی بی قبول کر لیتی؟ ہرگز نہیں۔ خاص طور پر انگلستان جیسے معاشرہ میں جہاں قانوناً دوسری شادی ممنوع ہے۔ محمد جہانگیر نے پہلی شادی کو چھپایا ہی اس لیے تھا کہ وہ جانتا تھا کہ اس کے اظہار سے سراج بی بی مجھے کبھی قبول نہیں کرے گی۔ یوں اس نے دھوکہ دہی اور تدلیس کا ارتکاب کیا۔ شریعت نے خاوند کے بغلوں کی بدبو، خراٹوں اور جنسی تسکین کی عدم تکمیل پہ اگر فسخ کا حق دیا ہے تو پہلی بیوی کی موجودگی کو اخفاء میں رکھ کر شادی کرنے پر فسخ کا حق کیوں نہیں جب کہ سوکن کا یہ مسئلہ ان عیوب سے زیادہ مضر ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہاء نے مرد کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے جب کہ

۱۔۔۔۔۔کنواری سمجھ کر شادی کی مگر وہ ثیبہ نکلی یعنی پہلے سے شادی شدہ یا کسی اور وجہ سے ازالہ بکارت ہوگیا ہو۔

۲۔۔۔۔۔عورت کے جسم پر پھلبہری کا نشان ہو جس سے وارثوں نے شادی کے وقت آگاہ نہ کیا ہو۔

۳۔۔۔۔۔بانجھ پن کی بیماری ہو مگر اولیا ظاہر نہ کریں۔

۴۔۔۔۔۔پاگل ہو یا جذام میں مبتلا ہو. یا کوئی اور ایسا عیب جو مرد کی نفرت کا سبب بنے

اسی طرح عورت کو بھی حق فسخ حاصل ہے جب کہ خاوند

۱۔۔۔۔۔نیک ظاہر کیا گیا مگر آوارہ نکلا۔

۲۔۔۔۔۔اعلیٰ پیشہ ظاہر کیا گیا مگر ذلیل پیشہ ثابت ہوا۔

۳۔۔۔۔۔جذام کا مریض ہو۔

۴۔۔۔۔۔حقوقِ زوجیت ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ (دیکھئے فقہ السنۃ ۲/۶۵)

غرضیکہ ہر وہ عیب جس کو معاشرے میں یا خود عورت کی نگاہ میں عیب سمجھا جائے اور جس کی وجہ سے عورت اور مرد کے تعلقات کشیدہ رہنے کا احتمال ہو. بشرطیکہ عیب ایسا ہو جسے واقعی عیب کی تعریف میں شمار کیا گیا ہو تو عورت کو بھی حق فسخ حاصل ہوگا۔

اس طرح اگر عورت نے "کنوارہ" سمجھ کر مرد کو قبول کیا مگر وہ شادی شدہ نکلا تو عقد لازم نہیں ہوگا. عورت کی مرضی ہے کہ وہ سوکن پر رہے یا عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے

اسے شرعی اصطلاح میں تعزیر کہتے ہیں. کاؤنٹی کورٹ کی دستاویز سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد جہانگیر نے مارچ ۱۹۸۶ء میں انجم پروین مرزا سے شادی کی اور دسمبر ۱۹۸۶ء میں سراج بی بی سے اُس نے پہلی شادی کا اظہار نہیں کیا نتیجۃً جب مقدمہ چلا تو کیس ثابت ہونے پر اُسے چار ماہ کی سزا سنائی گئی جسے "موقوف" کر دیا گیا۔

محمد جہانگیر نے انگلستان کے مختلف شہروں میں نکاح رجسٹر کروایا تاکہ انجم پروین سے سراج بی بی کو خفیہ رکھا جائے۔ اور سراج بی بی سے انجم پروین کو اس طرح کے دھوکہ باز افراد کے ساتھ مظلوم خواتین کی گزران ممکن ہے اور شریف ایسے لوگوں کی پشت پناہی نہیں کر سکتی

© rasailojaraid.com